محمد منیر قمر، سعودی عرب

شرعِ اسلامی میں توہین رسالت کی سزا

گستاخانِ رسول ﷺ اور ناموسِ رسالت پر کیچڑ اُچھالنے والوں کو قرآنِ کریم، سنتِ رسول ﷺ، اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم، اجماعِ اُمت اور قیاسِ صحیح کی رو سے کافر قرار دیا گیا ہے اور نبی ﷺ کو اذیت پہنچانے، آپ ﷺ کا مذاق اُڑانے اور استہزا کرنے والوں کی سزا قتل طے پائی ہے۔ آیئے ان تمام دلائل پر باری باری سرسری نظر ڈالیں کیونکہ دورِ حاضر کے بعض بزعم خود 'روشن خیال' و 'اعتدال پسند' لوگ شاتم وگستاخِ رسول ﷺ کی اس سزا کو غلو و تشدد باور کروانے پر تلے ہوئے ہیں لہٰذا جب شریعت اسلامیہ کے واضح دلائل آپ کے سامنے آجائیں گے تو ان لوگوں کی باتوں کا وزن آپ خود بھی کر سکیں گے۔

شاتم وگستاخِ رسول ﷺ کا کفر: قرآنِ کریم کی نظر میں

قرآنِ کریم کے متعدد مقامات شاتم وگستاخِ رسول ﷺ کے کفر و ارتداد پر دلالت کرتے ہیں جن میں سے چند مقامات درجِ ذیل ہیں:

① توہین رسالت کا اِرتکاب کرنے والے کے کافر و مرتد ہونے کی پہلی دلیل سورۃ التوبۃ کی یہ آیات ہیں جن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸ ﴾

''اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہیں میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ یہ بزدل لوگ ہیں۔ اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غار

یا (زمین کے اندر) گھسنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرح رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں آپ پر طعنہ زنی کرتے ہیں اگر ان کو اس میں سے (خاطر خواہ حصہ) مل جائے تو خوش رہیں اور اگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی تقسیم غنائم و صدقات میں 'لمز و طعن' اور عیب جوئی و نکتہ چینی کرنے اور نبی ﷺ کو غیر منصف باور کروانے والے شخص کو بھی مسلمانوں کی جماعت سے خارج قرار دیا ہے جیسے کہ پہلے قسمیں کھانے والے منافقین کو نبی ﷺ کی جماعت کے لوگوں سے خارج قرار دیا ہے۔ لمز و طعن والی یہ آیت اگرچہ بعض خاص لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرۃ نے کہا: يَا رَسُوْلَ الله ! اِعْدِل

"اے اللہ کے رسول ﷺ! عدل و انصاف کریں۔" اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَيْلَكَ، وَ مَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ أَعْدَلْ؟ قَدْ خِبْتُ وَ خَسِرْتُ اِنْ لَّمْ أَكُنْ أَعْدَلْ»[1]

"افسوس ہے تجھ پر، اگر میں نے بھی انصاف نہ کیا تو پھر اور کون کرے گا؟ اگر میں نے انصاف نہ کیا تو میں خائب و خاسر اور نقصان اُٹھانے والا ہو گیا۔"

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس گستاخ کی گردن اُڑا دوں۔" مگر نبی ﷺ نے فرمایا: "جانے دو۔" ساتھ ہی نبی ﷺ نے اس شخص کی جماعت کی نشانیاں بتائیں کہ اس کی نسل سے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ

* تم اپنی نماز ان کی نماز کے سامنے حقیر و معمولی سمجھو گے۔
* تم اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر و معمولی محسوس کرو گے۔

1 صحیح بخاری: ۳۶۰۹، ۴۳۵۱

* وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر وہ ان کی ہنسلیوں (گلے) سے نیچے نہیں اُترے گا بس حلق تک ہی رہے گا۔ اور آخر میں فرمایا:

«يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمْيَةِ»

"وہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔"

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدٍ»[1]

"اگر میں نے ان کو پالیا تو میں انہیں قومِ ثمود کی طرح قتل کروں گا۔"

(۲) قرآنِ کریم کے ایک دوسرے مقام پر سورۃ التوبۃ ہی میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۱ ﴾

"اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کان (کا کچا) ہے۔ (ان سے) کہہ دیں کہ (وہ) کان (کا کچا) ہے تو تمہاری بھلائی کے لئے، وہ اللہ کا اور مؤمنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ کو رنج پہنچاتے ہیں۔ ان کے لئے عذابِ الیم تیار ہے۔"

اور اسی سورۃ التوبہ کی اگلی آیت میں ارشاد فرمایا:

﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝۶۳ ﴾

"کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا، یہ بڑی رسوائی ہے۔"

اس آیت میں وارد الفاظ ﴿ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ﴾ "جو شخص اللہ اور اس کے

---

۱ صحیح بخاری: ۴۳۵۱

رسول سے مقابلہ کرتا ہے۔'' بتارہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو اذیت پہنچانے والا اللہ و رسول ﷺ کا محادّ و دشمن ہے اور اللہ و رسول ﷺ کا محاد و محارب اور اذیت رساں کافر ہوتا ہے، کیونکہ یہاں اس کے لئے یہ سزا طے پائی ہے:

﴿ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴾

''اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا یہ بڑی رسوائی ہے۔''

③ شاتمِ رسول اور گستاخِ مصطفیٰ ﷺ کے کفر کی تیسری دلیل سورۃ التوبۃ ہی میں ہے جن میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ﴾

''منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اُتر آئے کہ ان کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کر دے۔ کہہ دیں کہ مذاق کیے جاؤ جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اس کو ضرور ظاہر کر دے گا۔ اور اگر آپ ان سے (اس بارے میں) دریافت کریں تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ کہیں: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے، کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں۔''

یہ اس بات پر صریح نصّ ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا اِستہزا و مذاق اُڑانا کفر ہے اور سبّ و شتم تو مذاق اُڑانے سے بھی بدترین فعل ہے لہٰذا سنجیدگی سے ہو یا ازراہِ مزاح، نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور ناموسِ رسالت پر اُنگلی اٹھانے والا کافر ہو جاتا ہے۔

غرض یہ آیت نازل تو بعض خاص لوگوں کے بارے میں ہوئی ہے، لیکن اس کا حکم عام ہے کہ جو بھی نبی ﷺ پر طعن اور شانِ رسالت میں گستاخی کرے گا، وہی اس آیت کا مصداق ٹھہرے گا، جیسا کہ اہلِ علم نے کہا ہے۔[1]

④ سبّ و شتم اور استہزا و مذاق یا کسی بھی انداز سے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں، مقامِ نبوت پر اُنگلی اٹھانے والوں اور توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کے کفر کی چوتھی دلیل سورۃ الاحزاب کی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝۵۷ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا۝۵۸ ﴾

''جو لوگ اللہ اور اُس کے پیغمبر کو رنج پہنچاتے ہیں، اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو اُنہوں نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو اُنہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔''

اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول ﷺ کو اپنی اطاعت سے اور اذیّتِ رسول ﷺ کو اپنی اذیت سے ملا کر بیان فرمایا ہے اور جو شخص نبی اکرم ﷺ کو اذیت دے، اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی وہ کافر حلال الدم ہے۔

دوسرے یہ کہ ناموسِ رسالت پر حرف گیری کرنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی لعنت اور ذلّت ناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے جو ایسے شخص کے کفر کی واضح دلیل ہے، کیونکہ ذلت ناک عذاب قرآنِ کریم میں صرف کفار کے لئے ہی آیا ہے۔[2]

یہی سزا ان لوگوں کے لئے بھی ذکر کی گئی ہے جو واقعۂ افک کے بعد بھی نبی

۱ الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ﷺ از شیخ الاسلام ابن تیمیہ : ص ۳۳، ۳۴
۲ الصارم المسلول: ص ۴۹

اکرم ﷺ اور خصوصاً اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر تہمت لگائیں کیونکہ یہ بھی نبی ﷺ کے لئے طعن و عیب اور اذیّت کا باعث ہے۔ چنانچہ سورۃ النور میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

''جو لوگ پرہیز گار اور بُرے کاموں سے بے خبر اور ایمان دار عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کو سخت عذاب ہو گا۔''

البتہ عام مؤمن عورتوں پر تہمت اور وعید و سزا کا ذکر سورۃ النور کی ہی آیت میں ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''اور جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی دُرے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں۔ ہاں جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی حالت) سنوار لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر تہمت لگانے والے کے لئے توبہ کا ذکر نہیں ہے جبکہ عام مؤمنات پر بہتان تراشی کرنے والے کے لئے توبہ کا ذکر آیا ہے اور یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[1]

⑤ نبی اکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی، ناموسِ رسالت پر کیچڑ اُچھالنے اور کوئی اہانت آمیز انداز اختیار کرنے والے کے کفر و ارتداد کی پانچویں دلیل سورۃ النور میں ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

1 الصارم المسلول: ص ۴۵

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾

"مؤمنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان (پیغمبر) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔"

اس آیت میں وارد لفظ فِتْنة کی تفسیر کفر وارتداد سے بھی کی گئی ہے۔[۱]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ کریم کے ان پانچ مقامات کے علاوہ بھی تین مقامات و آیات جملہ آٹھ مقامات سے توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے کے کفر پر استدلال اور وجہ و طریقہ استدلال ذکر کیا ہے، تفصیل کے لئے اُن کی معروف کتاب 'الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ﷺ' (صفحہ ۲۱ تا ۶۰) ملاحظہ کریں۔

توہینِ رسالت کے مرتکب کا قتل؛ احادیثِ شریفہ کی روشنی میں

تحفظِ ناموسِ رسالت کے لئے جس طرح قرآنِ کریم کی متعدد آیات اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے آدمی کو قتل کر دینا ضروری ہے، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرنے، نبی ﷺ کا مذاق اُڑانے اور آپ ﷺ سے استہزا کرنے والوں کے واجب القتل ہونے اور ان کے خون کے رائیگاں جانے کا پتہ بکثرت احادیثِ رسول ﷺ سے بھی چلتا ہے۔

① پہلی حدیث تو سنن ابو داؤد میں اس نابینا شخص والی ہے جس نے نبی ﷺ کو گالیاں دینے والی ایک یہودی عورت کو گلا دبا کر قتل کر دیا تھا اور صبح جب معاملہ نبی ﷺ کے سامنے آیا تو آپ ﷺ نے اُس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔[۲]

۱ الصارم المسلول: ص ۵۶

۲ سنن ابو داؤد: ۴۳۶۲؛ الصارم المسلول، ص: ۶۱ ... قال ابن تیمیہ: ہذا الحدیث جید

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ اس عورت کے قتل میں نصّ ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ اور یہ حدیث کسی ایسے مسلمان مرد وزن یا ذمّی کے واجب القتل ہونے کی بھی بالاولیٰ دلیل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سبّ و شتم کرے، کیونکہ وہ یہودی عورت اہلِ ذمّہ و معاہدین میں سے تھی۔[1]

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام طرازی کرنے والے گستاخ کے واجب القتل ہونے کی دوسری دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ابو داؤد اور نسائی کی وہ حدیث ہے جس میں ایک صحابی نے اپنے دو لعل و جواہر جیسے خوبصورت بچوں کی ماں (کنیز / اُمّ ولد) کو اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

«أَلَا اِشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدَر»[2]

"خبر دار ہو جاؤ اور گواہ بن جاؤ کہ اس کا خون ضائع و رائیگاں گیا ہے۔"[3]

③ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی طرح اذیت پہنچانے والے کے لئے سزائے موت و قتل کی تیسری دلیل بخاری و مسلم میں وارد کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا مشہور واقعہ ہے۔[4]

یہ مدینہ منورہ میں رہتا تھا اور ذمّی و معاہد تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور مسلمان عورتوں کے بارے میں بد تمیزیاں کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ اس کے اس جرم کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا باقاعدہ حکم فرمایا تھا۔

④ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبّ و شتم کرنے اور غیظ و غضب دلانے والے شخص کے واجب القتل ہونے کی چوتھی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابی داؤد میں صحیح سند کے ساتھ اور اس کے علاوہ سنن نسائی وغیرہ میں بھی ہے جس میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور

١ الصارم المسلول: ص ٦٢
٢ سنن ابو داؤد: ٤٣٦١؛ سنن نسائی: ٤٠٧٥
٣ الصارم المسلول، ص: ٦٧، ٦٨
٤ صحیح بخاری: ٤٠٣٧؛ صحیح مسلم: ١٨٠١

بہت ہی غضبناک کر دیا تو میں نے عرض کیا:

اِئْذَنْ لِي يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ! أَضْرِبُ عُنُقَه

"اے خلیفہ رُسول ﷺ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔"

میری یہ بات سن کر اُن کا غصہ کافور ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور اندر چلے گئے۔ پھر ایک آدمی بھیج کر مجھے بلایا اور فرمایا:

"ابھی ابھی تم نے کیا کہا؟" میں نے عرض کیا: "مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔" اُنہوں نے پوچھا: "اگر میں حکم دے دیتا تو کیا تم ایسا کر گزرتے؟" "میں نے عرض کیا: "جی ہاں!" تب اُنہوں نے فرمایا:

لَا وَ اللهِ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ [1]

"نہیں، اللہ کی قسم! نبی ﷺ کے بعد یہ مقام دوسرے کے لئے نہیں ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابو داؤد، اسماعیل القاضی اور قاضی ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علما کی ایک جماعت نے اس حدیث سے نبی ﷺ کو گالیاں دینے والے مسلم و کافر ہر شخص کے قتل کے جواز کی دلیل اخذ کی ہے جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ سے واضح طور پر سمجھ میں آرہی ہے اور لکھا ہے کہ نبی ﷺ کو گالیاں دینے والے کے قتل کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ تاکید ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی ناموس و حرمت وفات کے بعد تو زندگی سے بھی بڑھ کر ہے۔ [2]

⑤ اہل علم نے شاتم و گستاخِ رسول ﷺ اور ناموسِ رسالت کے درپے ہونے والے بدنصیب کی سزائے قتل کی پانچویں دلیل کے طور پر وہ حدیث ذکر کی ہے جو کہ سنن ابی داؤد میں صحیح سند کے ساتھ، اسی طرح سنن نسائی وغیرہ میں وارد ہوئی ہے کہ فتح مکہ کے دن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا:

1 سنن ابو داؤد: ۴۳۶۳؛ سنن نسائی: ۴۰۷۳؛ الصارم المسلول: ص ۹۳

2 الصارم المسلول: ص ۹۴

"اے اللہ کے رسول ﷺ !عبد اللہ سے بیعت لے لیں۔"

نبی ﷺ نے تین مرتبہ نگاہیں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور بیعت کرنے سے انکار ظاہر فرمایا۔ اور پھر تیسری مرتبہ کے بعد اس سے بیعت لے لی۔ اور اس کے چلے جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

«أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُل رَشِيْد» يَقُوْلُ إِلٰى هَذَا «حَيْثُ رَآنِيْ كَفَفْتُ يَدِ عَنْ بَيْعَتِه فَيَقْتُلُه؟»[1]

"تم میں سے کوئی بھی اتنا صاحبِ عقل و دانش نہ ہوا کہ جب وہ دیکھتا کہ میں نے اس شخص سے بیعت لینے سے اپنے ہاتھ کو روک لیا ہے تو وہ اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ !ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ ﷺ کے دل میں کیا ہے؟ آپ ﷺ ہی نے ہمیں اشارہ کر دیا ہوتا۔"

یہ بات کہنے والا کون تھا؟ اس سلسلہ میں تین نام ملتے ہیں:

☆ حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ[2]

اس پر نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّه لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِي أَنْ تَكُوْنَ لَه خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ»[3]

"کسی نبی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ چور نگاہوں یا کنکھیوں سے دیکھے۔"

جبکہ ابو داؤد و مسند احمد میں ہے:

إِنَّه لَيْسَ لِنَبِي أَنْ يُوْمِضَ[4]

"کسی نبی کے لئے روا نہیں کہ وہ مخفی اشارے کرے۔"

سنن ابو داوٗد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ ابن ابی سرح نبی اکرم ﷺ کے لئے وحی کی کتابت کیا کرتا تھا اور شیطان کے بہکاوے میں آکر مرتد ہو گیا

١ سنن ابو داؤد: ٢٣٣٤؛ سنن نسائی: ٣٩٩٩

٢ الصارم المسلول: ص ١١٥

٣ سنن ابو داؤدو صحیح الجامع ٢۴٢٦، ٢۴١٢، الصحیحہ: ١٧٢٣، و قال ابن تیمیہ: باسنادٍ صحیح، الصارم المسلول: ص ١٠٩

۴ صحیح الجامع: ٢۴١٢، السلسلۃ الصحیحۃ: ١٧٢٣

اور کفار سے جا ملا تھا۔ امامِ سیرت ابن اسحٰق کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ابن ابی سرح مسلمان ہوا اور کاتبِ وحی بن گیا اور پھر مرتد ہوا اور مکہ جا نکلا اور اس نے یہ گستاخیاں شروع کر دیں کہ

میں جدھر اور جیسا چاہتا تھا، اُنہیں (نبی ﷺ کو) پھیر لیتا، وہ مجھے کچھ لکھنے کو کہتے اور میں کہتا کہ یا ایسے ایسے لکھوں تو وہ اُسی پر موافقت کر دیتے۔ آپ ﷺ علیم حلیم لکھواتے اور میں کہتا کہ عزیز حکیم لکھ لوں تو آپ ﷺ فرما دیتے کہ دونوں طرح سے ایک ہی بات ہے اور اہلِ مکہ کو یہ تک کہہ دیا کہ اللہ کی قسم! میں چاہوں تو میں بھی ایسی باتیں کہہ سکتا ہوں جیسی محمد کہتا ہے، میں بھی ویسی ہی وحی پیش کر سکتا ہوں جیسی وہ پیش کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ اس پر بھی وحی نازل ہوتی ہے اور وحی میں جو کمی بیشی ہوتی ہے، اسے میں ہی پورا اور صحیح کرتا ہوں۔

ابن اسحٰق نے شرجیل بن سعد کے حوالے سے لکھا ہے کہ سورۃ الانعام کی یہ آیت اسی ابن ابی سرح کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے جس میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ ﴾

"اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور جو یہ کہے کہ جس طرح کی کتاب اللہ نے نازل کی ہے اس طرح کی میں بھی بنا لیتا ہوں۔ اور کاش تم ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلّت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیتوں سے سرکشی کرتے تھے۔"

اس کی ایسی ہی مذکورہ گستاخیوں کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا

تھا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"ہمیں اہلِ علم و فقہ اور اہلِ تجربہ نے اپنے مجرب و آپ بیتے واقعات بتائے ہیں کہ ہم نے شام کے ساحلی شہروں اور قلعوں کا محاصرہ کیا اور اندر رومی قلعہ بند تھے۔ کبھی کبھی ہم کسی شہر یا قلعہ کا مہینہ بھر یا اس سے بھی زیادہ عرصہ محاصرہ کیے رکھتے مگر کامیابی نہ ہوتی حتیٰ کہ ہم مایوس ہونے لگتے۔ اسی اثنا میں قلعہ میں محصور لوگوں کی طرف سے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی خبر ملتی کہ وہ ناموسِ رسالت کے درپے ہوئے ہیں تو ہمیں اس کے بعد دو ایک دن میں جلد ہی اور آسانی سے فتح حاصل ہو جاتی بلکہ ہم جب محصور لوگوں کی طرف سے شانِ رسالت میں گستاخیوں کی خبر سنتے تو اسے فتح کے لئے پیشگی خوشخبری شمار کرتے تھے۔ اگرچہ اس سے ہمارے دل ان کے خلاف غیظ و غضب سے بھی بھر جاتے تھے۔ اسی طرح ہمارے بعض ثقہ احباب نے ہمیں بتایا ہے کہ اہلِ مغرب مسلمانوں کے ساتھ بھی نصاریٰ کے مقابلے میں ایسی ہی صورتِ حال رونما ہوتی ہے اور یہ قانونِ قدرت ہے کہ وہ کبھی تو اپنے دشمنوں کو خود ہی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے اور کبھی اپنے مؤمن بندوں کے ہاتھوں اُنہیں سزا دلواتا ہے۔"[1]

اہلِ سیرت و سوانح کے یہاں معروف و مشہور واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عبد اللہ بن خطل کی دو گویّا کنیزوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا جو کہ نبی ﷺ کی ہجو میں لکھے ہوئے ابن خطل کے شعر گایا کرتی تھیں، ان میں سے ایک کا نام فرتنیٰ اور دوسری کا نام قرینہ یا ارنب تھا۔ اور ان میں سے ایک کو قتل کر دیا گیا جبکہ فرتنیٰ ایمان لے آئی اور اسے امان دے دی گئی اور وہ عہدِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک زندہ رہی۔[2]

ان دو کنیزوں کے قتل کے حکم میں اس بات کی واضح دلیل موجود ہے کہ اُنہیں ان کے جرمِ توہینِ رسالت ﷺ کی وجہ سے قتل کرنے کا حکم فرمایا گیا تھا۔

1 الصارم المسلول: ص ۱۱۷

2 طبقات ابن سعد، ذکر فرتنیٰ فقط، الصارم المسلول: ص ۱۱۰، ۱۲۶ تا ۱۲۸

⑥ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے کی سزا قتل ہونے کی ایک دلیل عبد اللہ بن خطل کا واقعہ بھی ہے جو کہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کے حوالے سے ذکر ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ نے سرِ اقدس پر لوہے کا خود پہنا ہوا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، البتہ چند لوگوں کے نام لے لے کر فرمایا:

«اُقْتُلُوْهُمْ وَاِنْ وَجَدْتُمُوْهُمْ تَحْتَ أَسْتَارِ الْكَعْبَةِ» [1]

''انہیں قتل کردو... چاہے تم انہیں غلافِ کعبہ سے چمٹے ہوئے ہی کیوں نہ پاؤ۔''

اور اُنہی میں سے ایک یہ ابن خطل بھی تھا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی کہ ابن خطل غلافِ کعبہ سے چمٹا ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے وہیں قتل کردو۔ چنانچہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ گئے اور اُنہوں نے اس کا پیٹ چاک کردیا۔ اس ابن خطل کے کئی جرائم تھے:

* نبی ﷺ نے اسے صدقہ کے مال کا انچارج بنایا اور خدمت کے لئے ایک ساتھی بھی مہیّا کیا۔ یہ اپنے اس خادم ساتھی پر ناراض ہوا اور اسے قتل کردیا۔
* اب اسے اپنے اس جرمِ قتل کی پاداش میں پکڑے اور قتل کیے جانے کا خوف لاحق ہوا لہٰذا مرتد ہوگیا۔
* جاتے ہوئے صدقے کے اونٹ ہانک کرلے گیا۔
* یہ شاعر تھا اور اپنے اشعار میں نبی ﷺ کی ہجو اور توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔
* یہ اپنی کنیزوں سے کہا کرتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی ہجو پر مبنی میرے ان اشعار کو لوگوں کے سامنے گا کر سنایا کرو۔

اس کے ان جرائم میں سے قتل، ارتداد اور نبی ﷺ کی توہین و ہجو تینوں ہی اسے واجب القتل بناتے تھے، لیکن اسے خصوصاً صرف توہینِ رسالت کی وجہ سے قتل کردیا گیا تھا، کیونکہ

1 سنن نسائی: ۳۹۹۹ و دیگر کتب سنن

قتل میں وارث معاف بھی کر سکتے ہیں اور ارتداد کی توبہ بھی ہے مگر اس کے قتل کا یہ سخت حکم اس کے جرمِ توہین رسالت اور گستاخیٔ رسول ﷺ کی وجہ سے تھا کہ وہ اپنے شعروں میں نبی ﷺ کو سبّ و شتم کیا کرتا تھا۔[1]

⑦ جن لوگوں کو توہینِ رسالت کے جرم میں نبی ﷺ نے قتل کروایا تھا، انہی میں سے ابن الزِّبَعْرَیٰ بھی ہے جیسا کہ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت میں آیا ہے اور ان کی مراسیل کے انتہائی جید ہونے پر اہلِ علم کو کوئی کلام نہیں۔

اسی طرح امامِ سیرت و مغازی ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے تمام توہین و ہجو کرنے والوں اور ناموسِ رسالت کے درپے ہو کر نبی ﷺ کو اذیت پہنچانے والوں کو قتل کروادیا تھا۔ تاہم یہ ابن الزِّبعریٰ اور ہبیرہ بن ابی وہب نجران کی طرف بھاگ نکلے تھے اور بالآخر یہ توبہ تائب ہوا اور مسلمان ہو کر لوٹا مگر نبی ﷺ نے اس کے جرمِ توہینِ رسالت کی وجہ سے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا اور ابن ہبیرہ نجران میں حالتِ کفر و شرک میں ہی مر گیا۔[2]

عدمِ استطاعت پر

گستاخانِ رسول ﷺ میں سے کتنے ہی لوگ ہیں جنہیں ایک ایک کر کے قتل کروادیا گیا تھا اور یہ بھی قانونِ قدرت ہے کہ جسے اہلِ ایمان اس کی اہانت و گستاخی کی سزا نہ دے سکیں تو اُس سے خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کا انتقام لیتا ہے اور وہ ہی کافی ہو جاتا ہے جیسا کہ کسریٰ ایران نے نبی اکرم ﷺ کے مکتوبِ گرامی کو چاک کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے پورے خاندان کو ملیامیٹ کر دیا اور اس کی حکومت تو کیا رہتی، اچھائی سے نام لیوا بھی کوئی نہ بچا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ﴿ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴾ کی بشارت کو ہر جگہ سچ کر دکھایا اور اپنے وعدے ﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴾ کو بھی پورا کیا۔

---

۱ الصّارم المسلول: ص ۱۳۵، ۱۳۶

۲ ایضاً: ص ۱۳۷

اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتم و گستاخ اور دریدہ دہن کی سزا قتل ہے اور اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع و اتفاق ہے اور پھر متعدد واقعات سے اس اجماع کو ثابت بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ بلیغ اجماع کا دعویٰ ممکن ہی نہیں اور اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے اس اجماع کے خلاف کسی ایک بھی صحابی یا تابعی کا کوئی اختلاف قطعاً ثابت نہیں ہے۔[1] صحابہ کا اجماع اس مسئلے میں بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور اس کی صراحت قاضی عیاض، امام ابن تیمیہ اور علامہ ابن عابدین شامی نے بھی کی ہے۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں:

وهذا كله إجماع من الصحابة وأئمة الفتوٰى من لدن الصحابة رضوان الله عليهم إلى هلمّ جرًا.... ولا نعلم خلافاً في استباحة دمه - يعني ساب الرسول ﷺ - بين علماء الأمصار وسلف الأمة، وقد ذكر غير واحد الإجماع على قتله وتكفيره[2]

"جملہ صحابہ اور فتویٰ کے ائمہ کا اِن کے کفر اور قتل پر آج تک اجماع چلا آرہا ہے۔ شاتم رسول کے خون حلال ہونے میں دورِ حاضر کے علما اور اسلافِ اُمت میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا اور ایک سے زائد ائمہ نے اس شاتم کے قتل اور کافر ہو جانے پر اجماع کا تذکرہ کیا ہے۔"

مزید تفصیل کے لئے ماہ نامہ محدث کا شمارہ اگست ۲۰۱۱ء ملاحظہ کریں۔

اجماعِ اُمّت

① شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول کے شروع میں ہی المسئلة الأولىٰ کے آغاز میں لکھا ہے:

۱ الصارم المسلول: ص ۲۰۰ تا ۲۰۶

۲ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض: ۹۳۲/۲

"مَنْ سَبَّ النَّبِي ﷺ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ فَإِنَّه يَجِبُ قَتْلُه، هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ الْعِلْمِ"[1]

”عام اہلِ علم کا مذہب یہی ہے کہ جو شخص بھی نبی اکرم ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے وہ چاہے مسلمان ہو یا کافر۔“

اور آگے چل کر انہوں نے مختلف ائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں مثلاً:

② امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَوَامُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلى أَنَّ حَدَّ مَنْ سَبَّ النَّبِي ﷺ الْقَتْلُ، وَ مِمَّنْ قَالَه مَالِك وَ اللَّيْثُ وَ أَحْمَدُ وَ إِسْحَاقُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ

”عام اہلِ علم کا اس بات پر اجتماع و اتفاق ہے کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اس کی حد و سزا قتل ہے۔ یہ امام مالک، لیث، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔“

③ امام ابو بکر الفارس جو کہ امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلى أَنَّ حَدَّ مَنْ سَبَّ النَّبِي الْقَتْلُ

”تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والے کی حد و سزا قتل ہے۔“

اور اُنہوں نے جس اجماع کا ذکر کیا ہے، اس سے مراد صدر الاسلام کے مسلمانوں یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع ہے یا پھر ان کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والے مسلمان کے واجب القتل ہونے پر سب کا اجماع ہے اور قاضی عیاض نے یہی قید لگائی ہے۔

④ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلى قَتْلِ مُتَنَقِّصِه مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ سَابِّه وَ كَذٰلِكَ حُكِىَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدِ الْإِجْمَاعُ عَلَى قَتْلِه وَ تَكْفِيْرِه

”ساری اُمت اس بات پر متفق ہے کہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی اور تحقیر

[1] الصارم المسلول: ص ۳… المسئلۃ الاولیٰ

و تنقیص کرنے والے اور آپ ﷺ کو گالی دینے والے مسلمان کو قتل کیا جائے اور اس کے کفر اور قتل پر متعدد اہلِ علم کی طرف سے اجماع نقل کیا گیا ہے۔"

⑤ امام اسحاق بن راہویہ جو کہ کبار ائمہ میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلى أَنَّ مَنْ سَبَّ اللهَ أَوْ سَبَّ رَسُوْلَهﷺ أَوْ دَفَعَ شَيْئاً مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ أَوْ قَتَلَ نَبِيّاً مِنْ أَنْبِيَاءِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: أَنَّه كَافِرٌ بِذَلِكَ وَ اِنْ كَانَ مُقِرًّا بِكُلِّ مَا أَنْزَلَ اللهُ

"تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی یا اس کے رسول ﷺ کو گالی دی یا اللہ کی نازل کردہ کسی بھی چیز و حکم کا انکار کیا یا اللہ عزوجل کے انبیا علیہم السلام میں سے کسی کو قتل کیا وہ اس سے کافر ہو گیا اگرچہ وہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہر چیز کا اقرار کرنے والا ہو۔"

⑥ امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِ وَ الْمُنْتَقِصِ لَه كَافِر، وَ الْوَعِيْدُ جَآءَ عَلَيهِ بِعَذَابِ اللهِ لَه وَ حُكْمُه عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ ، وَ مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِه وَعَذَابِه كُفَرَ

"علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی تحقیر و تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ کے عذاب کی وعید آئی ہے اور پوری اُمت کے نزدیک اس کا حکم و سزا قتل ہے۔ اور جس نے اس کے کفر اور عذاب و سزا میں شک کیا، وہ بھی کافر قرار دیا جائے گا۔"

⑦ امام خطابی کہتے ہیں:

"لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْتَلَفَ فِيْ وُجُوْبِ قَتْلِه. وَ لَكِنْ إِذَا كَانَ السَّابُّ ذِمِّيّاً فَقَدْ اِخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: مَنْ شَتَمَ النَّبِيﷺ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى قُتِلَ إِلَّا أَنْ يُّسْلِمْ وَ كَذٰلِكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ: يُقْتَلُ الذِّمِّي إِذَا سَبَّ النَّبِيّ وَ تَبَرَّأُ مِنْه الذِّمَّةُ وَ احْتَجَّ فِيْ ذٰلِكَ بِخَبَرِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ وَ حُكِيَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّه قَالَ: لَا يُقْتَلُ الذِّمِّ بِشَتْمِ النَّبِي مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الشِّرْكِ

أَعْظَمُ"

''میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا جس نے ایسے آدمی کے قتل کیے جانے میں اختلاف کیا ہو، لیکن اگر گالی دینے والا کافر و ذمّی ہو تو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔''

⑧ امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

''یہود و نصاریٰ میں سے جو شخص نبی ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا، سوائے اس کے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اسی طرح ہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے، جبکہ امام شافعی کہتے ہیں کہ اگر کوئی ذمّی نبی ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اُنہوں نے دلیل کے طور پر کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ ذکر کیا ہے۔''

ان ائمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد خود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَتَحْرِيْرُ الْقَوْلِ فِيْهِ: أَنَّ السَّابَّ إِنْ كَانَ مُسْلِماً فَإِنَّه يُكَفَّرُ وَ يُقْتَلُ بِغَيْرِ خِلَافٍ وَهُوَ قَوْلُ الْآئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَ غَيْرِهِمْ وَ قَدْ تَقَدَّمَ مِمَّنْ حَكَىٰ الْإِجْمَاعُ عَلَى ذَلِكَ اِسْحَاقُ ابْنُ رَاهْوِيَهْ وَ غَيْرُه، وَ إِنْ كَانَ ذِمِّيّاً فَإِنَّه يُقْتَلُ أَيْضاً فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ وَ أَهْلِ الْـمَدِيْنَةِ وَ هُوَ مَذْهَبُ أَحْمَدَ وَ فُقَهَاءِ الْحَدِيْثِ"

''اس مسئلہ میں فیصلہ کن اور طے شدہ بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہو تو اسے کافر قرار دیتے ہوئے بلا اختلاف قتل کیا جائے گا۔ یہ ائمہ اربعہ و غیرہ کا قول ہے اور یہ بات گزر چکی ہے کہ امام اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور اگر گالی دینے والا ذمّی ہو تو وہ بھی امام مالک اور اہلِ مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا اور امام احمد و فقہاے حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔''[1]

1 الصارم المسلول: ص ۳، ۴، ۲۵۳، ۲۵۴

قیاس

اسی طرح علامہ موصوف نے شاتمِ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے کے دلائل میں سے قرآن و سنت کی نصوص، اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماعِ تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے تذکرہ کے علاوہ اجماعِ امت کے سلسلہ میں ائمہ کی عبارات بھی پیش کی ہیں اور آخر میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کے واجب القتل ہونے پر اعتبار و قیاس سے بھی استدلال کیا ہے اور لکھا ہے کہ کئی قیاسی وجوہات بھی ناموسِ رسالت پر حرف گیری کرنے والے شخص کے قتل کی متقاضی ہیں اور پھر اُنہوں نے دس وجوہات ذکر کی ہیں اور آخر میں متعلقہ تمام شکوک و شبہات کا اِزالہ بھی فرمایا ہے اور یہ موضوع تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔[1]

فقہی مکاتبِ فکر

زیرِ بحث مسئلہ میں چاروں معروف فقہی مکاتبِ فکر کے ائمہ و اصحاب کی آرا و افکار کا کھوج لگائیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمان شاتمِ رسول کے واجب القتل ہونے کے بارے میں تو حنفیہ سمیت، تمام فقہاے کرام کا اتفاق پایا جاتا ہے، تاہم بعض فقہا احناف عام ائمہ و فقہا کی طرح ذمّی شاتمِ رسول ﷺ کے قتل کی رائے نہیں رکھتے لیکن ان کے نزدیک بھی جس طرح کسی تعزیر والے گناہ (مثلاً جماع فی غیر القبل) کا بار بار ارتکاب کرنے والے شخص کو امام و قاضی مصلحتاً قتل کرواسکتا ہے اور اِسے شرعی حد کے طور پر قتل کروانا نہیں بلکہ سیاسۃً قتل کروانا کہا جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم ذمّی نبی اکرم ﷺ کو بار بار گالی گلوچ کرے تو اسے بھی سیاسۃً قتل کروایا جا سکتا ہے۔[2] اس مسئلہ میں حنفی فقہا کے کامل موقف کے لئے بھی محدث، اگست ۲۰۱۲ء میں شائع ہونے والے تحقیقی مقالے کی طرف رجوع مفید

---

۱ الصارم المسلول: ص۲۰۶ تا ۲۵۳

۲ ایضاً: ص۱۰، ۱۱

ہو گا۔ جہاں تک مسلمان شاتم کا تعلق ہے تو حنفی مذہب کے عالم امام ابو بکر جصاص نے مسلمان شاتم رسول ﷺ کے بارے میں لکھا ہے:

وَ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ مَنْ قَصَدَ النَّبِي ﷺ بِذٰلِكَ فَهُوَ مِمَّنْ يَنْتَحِلُ الْاِسْلَامَ وَ أَنَّه مُرْتَدّ يَسْتَحِقُّ الْقَتْلَ[1]

"مسلمانوں میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے نبی ﷺ کو قصداً گالی دی وہ اسلام کا محض لبادہ اوڑھے ہوئے ہے اور وہ مرتد ہے اور قتل کا سزا وار و مستحق ہے۔"

فقہ حنفی کی معتبر کتاب 'رد المحتار شرح در المختار' المعروف فتاویٰ شامی میں لکھا ہے:

وَ فِي الْأَشْبَاهِ: لَا تَصِحُّ رِدَّةُ السَّكْرَانِ اِلَّا الرِّدَّةَ بِسَبِّ النَّبِيِّ فَإِنَّه يُقْتَلُ وَ لَا يُعْفٰى عَنْهُ[2]

"اور الاشباہ میں ہے کہ نشے میں مست آدمی کے ارتداد کا اعتبار صحیح نہیں البتہ اگر کوئی آدمی نبی ﷺ کو گالی دینے کی وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے تو اس کو (مرتد شمار کرکے) قتل کر دیا جائے گا اور اس گناہ کو معاف نہیں کیا جائے گا۔"

* ائمہ و فقہا سے احناف کے بعد جہاں تک مالکیہ کا تعلق ہے تو خود امام مالک اور تمام اہلِ مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمّی نبی اکرم ﷺ کو سبّ و شتم کرے اور توہینِ رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

وَ إِنَّ السَّابَّ وَ اِنْ كَانَ ذِمِّيّاً فَاِنَّه يُقْتَلُ أَيْضاً فِيْ مَذْهَبِ مَالِكٍ وَ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ[3]

"اگر گالی دینے والا ذمّی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہلِ مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔"

* جہاں تک شافعی مکتبِ فکر کے ائمہ و فقہا کی شاتم رسول ﷺ ذمّی کے بارے میں

۱ احکام القرآن للجصّاص: ۳/ ۸۶

۲ فتاویٰ شامی: ۴/ ۲۲۴

۳ الصارم المسلول: ص ۴

رائے کی بات ہے توخود امام شافعی کے بارے میں امام ابن منذر اور امام خطابی نے لکھا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا، چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الشَّافِعِيُّ فَالْمَنْصُوْصُ عَنْهُ نَفْسُه أَنَّ عَهْدَه يَنْتَقِضُ بِسَبِّ النَّبِي وَ أَنَّه يُقْتَلُ هكَذَا حَكَاهُ ابْنُ الـْمُنْذِرِ وَ الْخَطَّابِّ وَ غَيْرُهُمَا [1]

"خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بالنص ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے ذمّی کا عہد وذمّہ ختم ہو جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔ امام ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔"

جہاں تک عام شافعی ائمہ وفقہا کی رائے ہے تو اُن کے بارے میں تفصیلات ذکر کرنے کے بعد امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وَالَّذِيْ نَصَرُوْهُ فِيْ كُتُبِ الخِلَافِ أَنَّ سَبَّ النَّبِيِّ ﷺ يُنْقِضُ الْعَهْدَ وَ يُوْجِبُ الْقَتْلَ كَمَا ذَكَرْنَا عَنِ الشَّافِعِ نَفْسُه" [2]

"مسائلِ اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید و نصرت کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا عہد و معاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کر دیتا ہے جیسا کہ ہم نے خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے۔"

اسی طرح امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ائمہ و فقہاے شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَنَقَلَ أَبُوبَكْرِ الْفَارِسِّ أَحَدُ آئِمَّةِ الشَّافِعِيَّةِ فِيْ كِتَابِ الْاِجْمَاعِ أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِى ﷺ بِمَا أَقْذَفَ صَرِيْح كُفْرَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ فَلَوْ تَابَ لَمْ يَسْقُطْ عَنْهُ الْقَتْلُ لِأَنَّ حَدَّ قَذْفِهِ الْقَتْلُ وَحَدَّ الْقَذْفِ لَايَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ [3]

"ائمہ شافعیہ میں سے ابو بکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے

۱ الصارم المسلول: ص ۸
۲ ایضاً: ص ۱۰
۳ نیل الأوطار: ۴/ ۷/ ۲۱۴

نبی ﷺ کو گالی دی اور صریحاً قذف و تہمت لگائی وہ تمام علما کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہو گی، کیونکہ اس کے نبی ﷺ پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

طَعَنُوْا... أَعَابُوهُ وَ انْتَقَصُوْهُ وَ مِنْهُنَا أُخِذَ قَتْلُ مَنْ سَبَّ الرَّسُوْلَ صَلَوَاتُ اللهِ وَ سَلَامُه عَلَيْهِ أَوْ مَنْ طَعَنَ فِيْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَوْ ذَكَرَه بِنَقْصٍ[1]

"یہاں نبی ﷺ پر طعن کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ اُنہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص و تحقیر کی اور اسی سے نبی ﷺ کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر و تنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔"

* اب رہے ائمہ وفقہا حنابلہ، تو خود امام احمد بن حنبل شاتم رسول ﷺ کی حد و سزائے قتل کے قائل تھے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر و ذمّی چنانچہ حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے سنا ہے:

"كُلُّ مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ تَنَقَّصَه، مُسْلِماً كَانَ أَوْ كَافِراً. فَعَلَيْهِ الْقَتْلَ، وَ أَرَىٰ أَنْ يُّقْتَلَ وَ لَا يُسْتَتَاب"

"ہر وہ شخص جو نبی ﷺ کو گالی دے یا آپ ﷺ کی شان میں تنقیص و تحقیر کرے اس کی سزا قتل ہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اور میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، توبہ نہ کروائی جائے۔"

وہ مزید فرماتے ہیں:

"جو کافر ذمّی عہد شکنی کرے یا اسلام میں اس طرح کی کوئی چیز ایجاد کرے تو میں

۱ تفسیر ابن کثیر: ۲/۷/۴۴

سمجھتا ہوں کہ اسے قتل ہی کرنا چاہیے۔ اُنہیں عہد و ذمّہ امان اس لیے تو نہیں دیا گیا تھا کہ وہ جو جی چاہے کرتے پھریں۔ اور شاتم و گستاخِ رسول ﷺ کے قتل کی دلیل کے طور پر اُنہوں نے عہدِ نبوی ﷺ و عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعدد واقعات پیش کیے ہیں۔"[1]

نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے اور توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والا شخص کافر اور واجب القتل ہے اور اس کی توبہ و معافی کے باوجود اس پر سزائے موت کی شرعی حد نافذ کی جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کو حتیٰ کہ حرم شریف میں پائے جانے کی شکل میں بھی قتل کر دینے کے احکام جاری فرمائے تھے۔ اور ابن خطل کو غلافِ کعبہ سے چمٹنا بھی قتل سے نہ بچا سکا تھا جیسا کہ کتبِ تاریخ و سیرت اس پر شاہد ہیں۔

اب رہا معاملہ اس کی توبہ و معافی کا تو یہ اس کے اور اس کے ربّ کے مابین ہے۔ ہاں! اگر نبی اکرم ﷺ خود زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کسی کو معاف کر سکتے تھے بقول امام ابن تیمیہ:

أَنَّ النبى كَانَ لَه أَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ شَتَمَه وَ سَبَّه فِي حَيَاتِه وَ لَيْسَ لِأُمَّتِه أَنْ يَّعْفُوَ عَنْ ذٰلِكَ

"یہ حق خود نبی اکرم ﷺ کا ہے کہ اپنی زندگی میں سب و شتم کرنے والے جس شخص کو چاہیں معاف کر دیں۔ آپ ﷺ کی اُمت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے خلاف بدزبانی کرنے والے کسی شخص کو معاف کرے۔"

اور آپ ﷺ نے واقعی بعض لوگوں کی توبہ و معافی کو قبول بھی فرمایا۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی دوسرے کے لئے یہ روا نہیں ہے، کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کا حق اور آپ ﷺ کے تخصّصات میں سے ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا یہ حق آپ ﷺ کی حیات سے بھی زیادہ واجب ہو گیا ہے لہٰذا توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والے گستاخِ رسول ﷺ پر قابو پانے کی شکل میں اس پر مقدمہ چلایا جائے اور اس پر توہینِ

1 الصارم المسلول: ص ۵،۴

رسالت کی حد ثابت ہونے پر اسے قتل کیا جائے۔ قرآن و سنت، اجماعِ صحابہ اور علماے اُمت سب اس پر متفق ہیں۔

اب رہے بعض لادین عناصر یالبرل کہلوانے والے تو وہ اسے ایک جذباتی مسئلہ سمجھتے اور گستاخِ رسول ﷺ کے قتل کی سزا کو شدّت پسندی قرار دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شاتم وگستاخِ رسول ﷺ کو قتل کرنے کا مسئلہ جذباتی نہیں بلکہ خالص شرعی و علمی مسئلہ ہے، کیونکہ اسلام کا تو مزاج ہی معتدل و متوازن ہے حتیٰ کہ اسلام تو اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اہلِ باطل کے معبودانِ باطلہ کو بھی گالی نہ دو تاکہ وہ عناد و ضد میں آکر تمہارے حقیقی معبودِ برحق کو نہ گالی دینے لگیں۔ چنانچہ سورۃ الانعام کی آیت:۱۰۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾

"اور جن لوگوں کو یہ مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں اللہ کو بے ادبی سے بغیر سمجھے بُرا (نہ) کہہ بیٹھیں۔ اس طرح ہم نے ہر ایک فرقے کے اعمال (اُن کی نظروں میں) اچھے کر دکھائے ہیں پھر ان کو اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانا ہے تب وہ اُن کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔"

اب جو دین اپنا یہ مزاج پیش کرتا ہے اور اپنے پیروکاروں کی اس انداز سے تربیت کرتا ہے کہ دوسروں کے باطل معبودان کو بھی گالی نہ دو تو وہ اس بات کو کیسے پسند کرے گا کہ کوئی نبیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مذاق اُڑائے، استہزا کرے، سبّ و شتم کا رویہ اپنائے یا گستاخی اور توہین و تنقیص رسالت کا ارتکاب کرے؟ اگر کوئی مسلمان اس فعل کا ارتکاب کرے تو وہ کافر و مرتد اور زندیق ہو جائے گا اور اگر کوئی کافر ایسا کرتا ہے تو وہ بھی اس جرمِ توہین و تنقیص کا مرتکب قرار پائے گا اور اسلامی حکومت پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو سزائے موت دے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إِنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ فَإِنَّه يَجِبُ قَتْلُه هٰذا مَذْهَب عَلَيهِ عَامَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ[1]

"جس نے نبی ﷺ کو گالی دی وہ مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل واجب ہے اور اکثر و بیشتر علما کا یہی مسلک ہے۔"

اس کا غیر مسلم ذمّی ہونا اس کی جان بخشی نہیں کروا سکتا۔ کیونکہ اپنے اس کرتوت سے وہ تحفظ کی ضمانت و ذمّہ کھو بیٹھا ہے جیسا کہ سنن نسائی کے حاشیہ پر امام سندھی لکھتے ہیں :

اِنَّ الذمي إِذَا لَمْ يَكُفَّ لِسَانَه عَنِ الله وَرَسُوْلِه فَلَا ذِمَّةَ لَه فَيَحِلُّ قَتْلَه[2]

"کوئی ذمّی شخص جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ و ذمّہ ختم اور اس کا قتل حلال و جائز ہو جاتا ہے۔"

انہی خیالات کا اظہار امام خطابی نے اپنی کتاب معالم السنن میں کیا ہے اور اسے ہی امام مالک و شافعی اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا قول بتایا ہے۔ اور یہ بھی ذمّی کے سلسلہ میں ہے جبکہ مسلمان کے قتل پر تو اُنہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

غرض گستاخِ رسول ﷺ کی دنیوی عقوبت و سزا کے بارے میں بعض 'روشن خیال' لوگ جو یہ دعویٰ کرتے پھر رہے ہیں کہ اس کی سزا قتل نہیں، کیونکہ اس کا آغاز ہی عباسی دور میں ہوا تھا، اور یہ کہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، یہ آزادیٔ صحافت کے بھی منافی ہے۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ تو بڑے رحم دل بلکہ رحمۃ للعالمین تھے، اپنے خون کے پیاسوں کو بھی معاف فرما دیا کرتے تھے آپ ﷺ کسی کو قتل کرنے کا کیسے حکم فرما سکتے ہیں؟ یہ اور اسی قسم کے تمام اعتراضات و اشکالات پیچھے ذکر کیے گئے دلائلِ قرآن و سنت سے رفع ہو گئے۔ وَلله الْحَمْدُ وَلَه الْمِنَّةُ

١ الصارم المسلول، ص:٣ ... المسئلۃ الاُولیٰ
٢ حاشیۃ السندی علی سنن النسائی: ١٠٩/٤